

صحابہ کرام پر جرح و تنقید

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی نگاہ میں

مولانا ابوالحسن علی ندوی

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

یہ بات تو اترے عوام و خواص کے نزدیک ثابت ہے، کہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی تعلق تھا۔ اور ان تینوں حضرات کو آپ کا قرب و اختصاص حاصل تھا اور ان تینوں کے آپ کے ساتھ رشتے ہیں۔ دو کی صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں تھیں۔ اور ایک کے نکاح میں آپ کی دو صاحبزادیاں تھیں، اور کہیں اس کا ذکر نہیں آتا کہ آپ ان کی مذمت کرتے تھے، یا ان پر لعنت کرتے تھے۔ بلکہ معروف یہی ہے، کہ آپ ان سے محبت کرتے تھے اور ان کی تعریف فرماتے تھے۔ اب دو حال سے خالی نہیں، یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ یہ تینوں حضرات آپ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد ظاہر و باطناً صالح، وفادار، اور سلیم العقیدہ اور صحیح العمل تھے۔ یا یہ کہ وہ تینوں آپ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد استقامت پر نہیں تھے، اور (معاذ اللہ) دین سے منحرف تھے۔ دوسری صورت میں اگر اس حالت اور انحراف کے باوجود ان کو آپ کا یہ تقرب حاصل تھا، تو دو میں سے ایک بات ماننی پڑے گی۔ یا تو آپ کو ان کے حالات کا علم نہیں تھا، یا علم تھا، لیکن آپ معاذ اللہ مدہشت کرتے تھے۔ ان دونوں صورتوں میں سے ہر صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر ملامت اور بہت بڑا اعتراض ہے۔

یہ تو دہی بات ہوگی جو شاعر نے کہی ہے ۔

فان كنت لا تدرى فذلك مصيبة وان كنت تدرى فالمصيبة اعظم
اور اگر یہ کہا جائے کہ آپ کی زندگی تک تو وہ راہِ راست پر تھے، تو یہ اس بات کی دلیل
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے خواص اور اکابر اصحاب کے بارے
میں بڑا دھوکا اور ناکامی ہوئی جس شخص کو اپنے بعد کی اطلاعات دی گئی تھیں اور جس نے
اپنے بعد ہونے والے واقعات کی خبر دی۔ اس کو اتنی بات نہیں معلوم تھی کہ اس کے
ان خاص خواص اس طرح مغرب ہو جائیں گے۔ اور احتیاط کا تو یہی تقاضا تھا کہ امت کو
آپ اس کی خبر دے جاتے، تاکہ وہ غلطی سے کہیں ان کو خلیفہ نہ بنالیں اور جس شخص سے
یہ وعدہ کیا گیا کہ اس کا دین تمام ادیان پر غالب ہوگا۔ اس کے اکابر و خواص کیسے مرتد ہو
سکتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ایسی باتوں سے ردِ انصاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ذات گرامی پر بہت بڑا اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت امام مالکؒ نے صحیح فرمایا کہ دھیل
ردِ انصاف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو مطعون کرنا چاہا تاکہ لوگ کہیں
کہ بڑے آدمی تھے۔ اس لئے ان کے بڑے ساتھی تھے، اگر اچھے آدمی ہوتے تو ان
کے ساتھی بھی اچھے ہوتے، اسی لئے اہل علم کا قول ہے کہ رضی اللہ عنہ کی ایک سزا تھی۔

فضائل صحابہ قطعی و متواتر ہیں | امام ابن تیمیہؒ صحابہ کرام کی عدالت کو اسلام کی ایک اہم بنیاد مانتے ہیں۔ اور
ان کو ان کی صداقت و ثبات پر بڑا یقین ہے، وہ ان کو اسلام کی تعلیم کا سچا نمونہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی تربیت اور فیض صحبت کا بہترین نتیجہ تسلیم کرتے ہیں، ان کے نزدیک صحابہ کرام کے فضائل ایسے قطعی
اور متواتر ہیں، اور قرآن مجید کی ایسی صریح نصوص و آیات سے اور ایسی صحیح احادیث و روایات سے ثابت
ہیں کہ وہ کسی تاریخی روایت یا کسی غریب و شاذ حدیث سے مشکوک نہیں ہو سکتے۔ وہ لکھتے ہیں :

جب کتاب و سنت اور نقل و متواتر سے صحابہ کرام کے محاسن و فضائل ثابت ہو چکے
ہیں، تو یہ درست نہیں کہ وہ ایسی منقولات سے رد ہو جائیں، جن میں سے بعض منقطع،
بعض محرف ہیں، اور بعض ایسی روایات ہیں جن سے ان ثابت شدہ حقائق پر کوئی
اثر نہیں پڑتا، اس لئے کہ یقین، شک سے زائل نہیں ہو سکتا، ہم کو کتاب و سنت اور
اپنے پیشروں کے اجماع اور ان کی مؤید اور متواتر روایات اور عقلی دلائل سے اس بات

کالیقین ہر چکا ہے کہ صحابہ کرام انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل الحق تھے، اس یقینی دستاویز چیز پر ان امور کا اثر نہیں پڑ سکتا جو مشکوک و مشتبہ ہیں، چہ جائیکہ جن کا باطل ہونا ظاہر ہو چکا ہے۔ (حصہ ۳ ص ۲۹)

امام ابن تیمیہ اس کے قائل نہیں کہ صحابہ کرام انبیاء علیہم السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح معصوم تھے۔ ان سے گناہ کا صدور ہر ہی نہیں سکتا تھا۔ لیکن وہ اس کے ضرور قائل ہیں کہ امت کے تمام لوگوں میں وہ سب سے زیادہ عادل، خدا ترس، صادق القول، امین، اور راست باز تھے۔ اگر ان سے غلطیاں یا گناہ ہوئے تو اس کے مقابلہ میں ان سے ایسے اعمال حسنہ اور خدا اور رسول کو راضی کرنے والے کام ہوئے، جو ان سیات کا کفارہ بن گئے۔ اور بہر حال ان کے حسنات اور اعمال کا پلہ ان کی تقصیرات پر بھاری ہے، وہ کہتے ہیں :

”ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے بھی گناہوں سے معصوم ہونے کے قائل نہیں، چہ جائیکہ خطارفی الاجتہاد کے بھی قائل نہ ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقَةِ وَصَدَّقَ
بِهِ اُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ لَهُمْ
مَالِيَا۟ءٌ وَّن عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكُ
جَزَا۟ءِ الْحَسَنٰتِ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
اَسْوَا الَّذِي عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ
اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِي كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ - (الزمر - ع ۹)

اور جو سچی بات لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی
وہی پرہیز گار ہیں، ان کے لئے جو کچھ وہ چاہیں
گئے، ان کے رب کے پاس موجود ہوگا، نیک کاروں
کا یہی بدلہ ہے، تاکہ اللہ ان سے وہ برائیاں
دور کر دے جو انہوں نے کی تھیں، اور اللہ
ان کو ان کا اجر دے، ان نیک کاموں کے
بدلہ میں جو وہ کیا کرتے تھے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں :

اُولَئِىۡهٖ الدِّیۡنُ نَسْتَقْبِلُ عَنْهُمْ
اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ
سَيِّئَاتِهِمْ فِیۡ صَحَابِ الْجَنَّةِ
وَعَدَ الصَّدَقَ الَّذِیۡ كَانَ

یہی وہ لوگ ہیں جن سے ہم وہ نیک عمل قبول
کرتے ہیں، جو انہوں نے کئے اور بہشتیوں
میں شامل کر کے ان کے گناہوں سے درگزر
کرتے ہیں۔ یہ اس سچے وعدہ کے مطابق
یہ وعدہ وہ

صحابہ کرام کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی | وہ کہتے ہیں کہ ان بشری لغزشوں اور کوتاہیوں کے باوجود جو انسانیت کا لازمہ ہیں، مجموعی حیثیت سے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ افراد انسانی کا کوئی مجموعہ اور انسانوں کی کوئی نسل صحابہ کرام سے بہتر سیرت و کردار کی نظر نہیں آتی، اگر اُن کی زندگی میں کہیں کچھ ہلکے سے دھبے اور داغ نظر آتے ہیں تو اس کی مثال ایسی ہے، جیسے سفید کپڑے میں کہیں کچھ تھوڑی سی سیاہی نظر آجائے، یہ عیب چینیوں کا قصور ہے کہ اُن کو اس کپڑے میں سیاہی کا نقطہ نظر آیا، اور اس کپڑے کی سفیدی نظر نہ آئی، دوسری جماعتوں کا تو حال یہ ہے کہ ان کا سارا نامہ اعمال سیاہ نظر آتا ہے۔ کہیں کہیں سفیدی نظر آتی ہے، وہ کہتے ہیں :

”صحابہ کرام اختیار است ہیں۔ امت محمدی میں کوئی ایسا گروہ نہیں ہے، جو ان سے زیادہ ہدایت اور دین حق پر مجتمع اور تفرق و اختلاف سے دور ہو، اُن کی زندگی میں کوئی نقص کی بات بھی نظر آتی ہے، تو اگر اس کا کسی دوسری امت کے حالات زندگی سے مقابلہ کیا جائے تو اس کے مقابلہ میں اس کی کوئی حقیقت نہیں معلوم ہوتی غلطی اس شخص کی ہے جب کو سفید کپڑے کی تھوڑی سی سیاہی تو نظر آتی ہے مگر سیاہ کپڑے کی تھوڑی سی سفیدی نظر نہیں آتی۔ یہ بڑی نادانی اور بڑا علم ہے۔ اگر ان اکابر کا اپنے ہم مرتبہ لوگوں سے مقابلہ کیا جائے تو پھر ان کی فرقت اور ان کی ترجیح ظاہر ہو باقی یہ کہ کوئی شخص اپنے دل میں کوئی خیالی تصویر بنائے یا کوئی معیار تجویز کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہ کیا ہو، تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایک شخص اپنے دل میں ایک امام معصوم کا تصور قائم کر لیتا ہے۔ ایک شخص ایک اور ایسے امام کا تصور قائم کرتا ہے جس میں اور معصوم میں کوئی فرق نہیں۔ اگرچہ اس کو صاف صاف معصوم نہیں کہتا۔ اور وہ تجویز کرتا ہے کہ عالم کو یا شیخ کو یا امیر کو یا بادشاہ کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ اور خواہ وہ کیسا ہی کثیر العلم، کیسا ہی دیندار صاحبِ مہمان ہو، اور اس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے کیسے ہی خیر کے کام کرائے ہوں، لیکن یہ تجویز کرتا ہے کہ اس کو ایسا کامل العلم ہونا چاہئے کہ اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو۔ اور وہ کسی بھی مسئلہ میں غلطی نہ کرے۔ وہ بشریت کے لوازم و خصائص سے پاک ہو۔ کبھی اُس کو غصہ نہ آتا ہو تو اس کا کوئی علاج نہیں، بلکہ بہت سے لوگ تو ان ائمہ کے متعلق وہ تجویز کرتے ہیں جو انبیاء تک کے لئے تجویز نہیں کرتے

امام ابن تیمیہ اس پر بڑا زور دیتے ہیں، کہ جس شخص کی ساری تاریخ پر نظر ہوگی، اور اس نے مختلف قوموں، امتوں اور ملتوں کے حالات پڑھے ہوں گے، اور مختلف انسانی جماعتوں کا تجربہ کیا ہوگا۔ اس کے اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ صحابہ کرام سے زیادہ متحد، حق کا پیرو، فتنہ اور افتراق سے نفور اور اور نفسانیت و دنیا داری سے دور کوئی جماعت نہیں گزری، وہ دیکھتے ہیں :

فمن استقرأ أخبار العالم في جميع الفرق تبين له أنه لم يكن قط طائفة أعظم اتفقا على الهدى والرشد والبعث عن الفتنة والفرق والاختلاف من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم الذين هو خير الخلق بشهادة الله لهم بذلك إذ يقول تعالى كنتم خير أمة أخرجت للناس تامرون بالعرف و تنهون عن المنكر وتؤمنون بالله -

جس شخص نے دنیا کے تمام فرقوں کے حالات و واقعات کا اہتمام سے مطالعہ کیا ہے۔ اور ان کے حالات کا تتبع کیا ہے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ کوئی گروہ ایسا نہیں گزرا جو ہدایت و رشد پر صحابہ کرام سے زیادہ مجتمع اور تفرق و اختلاف سے ان سے زیادہ دور ہو، ان صحابہ کرام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے شہادت دی ہے۔ کہ وہ اس کی مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔ وہ فرماتا ہے تم وہ بہترین امت ہو۔ جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو۔ برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

مسلمانوں میں جو کچھ خیر ہے صحابہ کرام کی برکت ہے | امام ابن تیمیہ یہ بالکل صحیح فرماتے ہیں کہ اس وقت

مسلمانوں کے پاس علم و دین کا جو کچھ سرمایہ ہے، خیر و برکت کا جو کچھ ذخیرہ ہے۔ شعائر اسلام کی لمبندی، اسلام کی اشاعت، عمل خیر کے جو کچھ محرکات اور جو کچھ توفیق خیر ہے۔ اور سچے پرچھے تو عالم میں اس وقت جو کچھ صلاح و خیر نظر آرہی ہے، وہ سب صحابہ کرام کی جانفشانیوں، اخلاص، عتد، ہمت، ایثار اور قربانیوں کا نتیجہ اور ان کے نفوس قدسیہ کی برکت و فورانیت ہے۔ امام ابن تیمیہ بڑے جوش سے لکھتے ہیں :

وأما الخلفاء والصعابة فكل خير فيهم المسلمون الحق يوم القيامة من الأيمان والاسلام

اس وقت سے لے کر قیامت تک مسلمانوں کے پاس جو کچھ خیر ہے مثلاً ایمان و اسلام، قرآن، علوم و معارف، عبادات، دخول جنت

جہنم سے نجات، کفار پر غلبہ اللہ کے
 نام کی بلندی، وہ سب صحابہ کرام
 کی کوششوں کی برکت ہے، جنہوں
 نے دین کی تبلیغ کی اور اللہ کے
 راستے میں جہاد کیا۔ جو مومن بھی
 اللہ پر ایمان لایا اس پر صحابہ کرام
 کا احسان قیامت تک رہے گا۔
 اودشیعہ وغیرہ کو بھی کچھ خیر حاصل
 ہے، وہ صحابہ کرام کی برکت سے
 اور صحابہ کرام کی خیر خلفائے راشدین
 کی خیر کے تابع ہے۔ اس لئے
 کہ وہ دین و دنیا کی ہر خیر کے
 ذمہ وار و سرچشمہ تھے۔

والقرآن والعلم والمعارف
 والعبادات ودخول الجنة والنجاة
 من النار وانتصارهم على الكفار
 وفعل كلمة الله فانما هو
 ببركة ما فعله الصحابة الذين
 بلغوا الدين وجاهدوا في سبيل الله
 وكل من آمن بالله فللصحابية
 رضى الله عنهم عليه فضل الى يوم
 القيامة وكل خير فيه الشيعة
 وغيرهم فهو ببركة الصحابة
 وغير الصحابة تبع لخير الخلفاء
 الراشدين فهم كانوا اقوام
 بكل خير في الدين والدنيا
 من سائر الصحابة -

میرے بزرگ! صحابہ کرام دین کی جڑیں ہیں۔ دین کی عمارت ان پر کھڑی ہے اور اگر جڑیں کاٹ دی جائیں تو گودھڑوں و فیلوں آجائیں
 کریں مگر درخت سرسبز و شاداب نہیں ہو سکے گا۔ عظیم شان نعمت ہیں ان لوگوں کے ذلیفہ پسینی اور حب صحابہ کے درمیان نفرت و
 عداوت پیدا کر دی جائے تو دین کہاں رہیگا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں "رفقاء شہید" کہا جس پر اللہ نے فرمایا کہ صحابہ کے بارہ میں خدا سے ڈرتے رہو کہیں
 انہیں سب و شتم اور تنقید کا نشانہ نہ بنالیا، انہوں نے اسلام کی خدمت کی انکی لگ میں حضور کے ساتھ عشق بھرا ہوا تھا۔ تو حضور نے فرمایا جسکی
 سیر ساتھ محبت ہے وہ میرے دوستوں سے بھی مزید محبت کر لیگا۔ عجزوں سے عشق سیکھو کہ جذبہ محبت میں ملیں گے کہ توں کو گود میں بٹھاتا تھا،
 چرتا پارتا تھا۔ آج کل عجیب تا شہ ہے ایک طرف عشق رسول کا دعویٰ، دوسری طرف ایک ایک صحابی پر تنقید اگویا معاذ اللہ حضور اپنے
 جان نثاروں کی بھی اصلاح نہ کر سکے۔ کتنی بڑی زندگی تھی ہے۔

ہم اہل سنت و جماعت حضرات شیخین (ابوبکر و عمرؓ) کی فضیلت معززات: ختین (دونوں داماد عثمانؓ و علیؓ) کی بزرگی اور
 محبت کے قائل ہیں۔ غالباً حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے ایسے ہی موقع پر ارشاد فرمایا کہ "حقیروں سے خداوند تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں
 کو بچایا ہم اتنے عرصہ بعد اُس خزن سے اپنی زبان کیوں آلودہ کریں؟ کسی بزرگ سے پوچھا گیا حضرت معاویہؓ کا مقام بلند ہے یا
 عمر بن عبدالعزیزؓ کا۔ فرمایا حضرت معاویہؓ نے جس گھوڑے پر حضورؐ کی مفاقت میں جہاد کیا اس گھوڑے کی ختنوں کی عیادت تک جو عمر بن عبدالعزیزؓ
 نہیں پہنچ سکتے۔ (اقتباس صحابہؓ کی فضیلت سے متعلق) (ملاحظہ ہو)۔